ماہنامہ الصیانۃ
ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ — دسمبر 2019ء

اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

مفتی عبدالصمد ساجد صاحب، مدرس و رفیق شعبہ تصنیف وتحقیق جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا

نام ونسب

نام عائشہ ہے، لقب صدیقہ اور حمیرا، کنیت اُم عبداللہ، والد حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہیں۔ والدہ کا نام زینب تھا، اُم رومان کنیت تھی، اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں، اُم عبداللہ کنیت بھانجے منہ بولے بیٹے عبداللہ بن زبیر ؓ کی وجہ سے تھی۔

ولادت وبچپن

حضرت عائشہ ؓ بعثت کے چار سال بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں، سیدنا حضرت صدیق اکبر ؓ کی آغوش و پرورش میں آنکھ کھولی، جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے پرتو فگن ہوئیں، اسی بنا پر حضرت عائشہ ؓ اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں میں ہیں، جن کے کانوں نے کبھی کفر وشرک کی آواز نہیں سنی خود حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا ان کو مسلمان پایا۔

حضرت عائشہ ؓ کو حضرت وائل ؓ کی بیوی نے دودھ پلایا۔

نکاح اور رخصتی

حضور اکرم ﷺ سے پہلے حضرت عائشہ ؓ حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے منسوب تھیں، لیکن جب حضرت خدیجہ ؓ کے انتقال کے بعد حضرت خولہ بنت حکیم ؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت لے کر حضرت اُم رومان ؓ سے حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت عائشہ ؓ کے نکاح کی بابت کہا اور انہوں نے اپنے شوہر نامدار حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے ذکر کیا تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی، حضرت صدیق ؓ نے فرمایا: کہ میں مطعم بن عدی سے وعدہ کر چکا ہوں، لیکن مطعم اور ان کی بیوی نے خود اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہ ؓ ان کے گھر میں گئیں تو ان کے گھر میں اسلام کا قدم آجائے گا۔ بہر حال حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت خولہ ؓ کے ذریعہ سے حضرت رسول اکرم ﷺ سے عقد نکاح کر دیا،

پانچ سو درہم مہر قرار پایا، یہ ہجرت سے تین سال قبل سن ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ برس تھی۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ، وَزُفَّتْ إِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ، وَلُعَبُهَا مَعَهَا، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ (صحیح مسلم، رقم: ۱۴۲۲)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور وہ اس وقت سات برس کی تھیں، اور وہ آپ کے پاس رخصت کی گئیں اور وہ اس وقت نو برس کی تھیں اور ان کی گڑیاں (جو تصویر دار نہ تھیں) ان کے ساتھ تھیں اور آپ ان کے سر پر سے اس وقت اٹھ گئے جب وہ اٹھارہ برس کی تھیں۔''

یہ نکاح اسلام کی سادگی کا حقیقی تصویر تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں ان کی انا آئی اور ان کو لے گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر نکاح پڑھا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی۔ جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی، تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہوگیا ہے، اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا۔ نکاح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام مکہ میں تین سال تک رہا۔ ۱۳ نبوی میں آپ نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ تھے اور اہل وعیال کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ آئے تھے۔ جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقط کو بھیجا کہ اُمِ رومان، اسماء اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو لے آئیں، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۹ سال کی تھی، سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ والدہ اُمِ رومان نے آواز دی، ان کو اس واقعہ کی خبر تک نہیں تھی، ماں کے پاس آئیں انہوں نے منہ دھویا، بال درست کیے، گھر میں لے گئیں۔ انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں، یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارک باد دی۔ تھوڑی دیر بعد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ۲ شوال میں نکاح ہوا تھا اور شوال ہی میں یہ رسم ادا کی گئی۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کم سنی میں نکاح سے فقہاء نے یہ مسئلہ ثابت فرمایا ہے کہ نابالغ کا نکاح شرعاً جائز اور درست ہے۔ جیسا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''ضم شارد الابل فی ذم شارد ابل'' میں اس پر بحث کی ہے، ملاحظہ ہو بوادر النوادر، ص ۵۵۲۔

(ادارہ اسلامیات، لاہور)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے عرب کے دو بڑے بیہودہ خیالات کی اصلاح ہوئی:

(۱) عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے، اسی بنا پر جب خولہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے حیرت سے کہا کہ کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنْتَ اَخِیْ فِی الْاِسْلَامِ، تم تو صرف مذہبی بھائی ہو۔

(۲) زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون آیا تھا، اس لیے اس ماہ کو منحوس سمجھ کر اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئی۔

تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ شرف صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنواری بیوی تھیں۔

حالات وواقعات

غزوات میں سے صرف غزوہ اُحد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرکت کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف کاندہلوی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ اُحد کے دن مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ رہ سکے۔ میں نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ دونوں نے چادریں اُوپر چڑھائی ہوئی ہیں اور مجھے اُن کی پنڈلیوں کی پازیب نظر آرہے تھے۔ وہ مشکیزے لیے ہوئے تیزی سے دوڑتی ہوئی آتیں۔ دوسرے راوی نے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ یہ دونوں اپنی کمر پہ مشکیزے اٹھا کر لاتیں اور زخمی لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتیں پھر واپس چلی جاتیں، پھر مشکیزے بھر کر لاتیں اور زخمی لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتیں۔ (حیاۃ الصحابہ)

غزوہ مصطلق جو ۵ ہجری کا واقعہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں، واپسی میں ان کا ہار کہیں گر گیا پورے قافلہ کو اترنا پڑا، نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی، اس اجازت سے تمام لوگ خوش ہوئے، اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے آل ابی بکر! تم لوگوں کے لیے سرمایہ برکت ہو۔

اسی لڑائی میں واقعہ اِفک بھی پیش آیا یعنی منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی، احادیث اور سیَر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، جس کی نسبت قرآن مجید میں صاف مذکور ہے کہ سننے کے ساتھ لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ بالکل افتراء ہے، ۹ ہجری میں تحریم اور ایلاء وتخییر کا

واقعہ پیش آیا۔

ربیع الاول ۱۱ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے وفات پائی، ۱۳ دن علیل رہے، جن میں ۸ دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں اقامت فرمائی، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے پوچھا کہ کل میں کس کے گھر میں رہوں گا؟ دوسرا دن (پیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرمانے کا تھا، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے مرضی اقدس سمجھ کر عرض کی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔ ضعف اس قدر زیادہ ہوگیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا، حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں بازو تھام کر بہ مشکل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لائے۔

وفات سے کچھ پہلے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما خدمتِ اقدس میں آئے، آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے، حضرت عبدالرحمن کے ہاتھ میں مسواک تھی، مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور خدمتِ اقدس میں پیش کی آپ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فخریہ کہا کرتی تھیں کہ تمام بیویوں میں مجھ ہی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ نے منہ میں لگایا، وفات سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو سنبھالے بیٹھی تھیں اور روحِ پاک ﷺ عالم اقدس میں پرواز کرگئی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابوابِ مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو آنحضرت ﷺ کا مدفن بننا نصیب ہوا اور نعش مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ میں سپردِ خاک کی گئی، آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا مقصدِ وحید قرآن وحدیث کی تعلیم تھا۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے دو برس بعد ۱۳ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ سایہ شفقت بھی باقی نہ رہا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے مدینہ سے جا کر ان کو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوت اصلاح کے لیے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ پیش آئی، جو جنگِ جمل کے نام سے مشہور ہے "جمل" اونٹ کو کہتے ہیں، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار تھیں اور اس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی اس لیے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہوگئی۔ یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آگئی تھی، تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا ہمیشہ افسوس رہا۔

فضل وکمال

علمی حیثیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف عورتوں پر، نہ صرف دوسری امہات المومنین پر، نہ صرف خاص خاص صحابیوں پر، بلکہ باستثنائے چند، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر فوقیت حاصل تھی۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

مَا اَشْکَلَ عَلَیْنَا-اَصْحَابَ مُحَمَّدٍصلی اللہ علیہ وسلم-حَدِیْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَۃَ اِلَّاوَجَدْنَا عِنْدَھَا مِنْہُ عِلْمًا۔

"ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ہوں۔"

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

مَارَاَیْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِالْقُرْاٰنِ وَلَا بِفَرِیْضَۃٍ وَلَا بِحَلَالٍ وَلَا بِفِقْہٍ وَلَا بِشِعْرٍ وَلَا بِطِبٍّ وَلَا بِحَدِیْثِ الْعَرَبِ وَلَا نَسَبٍ مِنْ عَائِشَۃَ۔

قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

امام زہری فرماتے ہیں:

کَانَتْ عَائِشَۃَ اَعْلَمَ النَّاسِ یَسْئَلُھَا الْاَکَابِرُ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عائشہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے پوچھا کرتے تھے۔

مزید فرماتے ہیں:

لَوْ جُمِعَ عِلْمُ النَّاسِ کُلِّھِمْ، ثُمَّ عِلْمُ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَکَانَتْ عَائِشَۃُ اَوْسَعُھُمْ عِلْمًا۔

اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم وسیع تر ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار مجتہدین صحابہ کرام میں ہوتا ہے اور اس حیثیت سے وہ اس قدر بلند مرتبہ

ہیں کہ بے تکلف ان کا نام حضرت عمر، حضرت علی، عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ لیا جاسکتا ہے۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں فتویٰ دیتی تھیں اور اکابر صحابہ سے انہوں نے جو دقیق اختلافات کیے ہیں ان کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے، اس رسالہ کا نام ''عين الإصابه في ما استدركته السيدة عائشة على الصحابة'' ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکثرین (کثرت سے احادیث روایت کرنے والے) صحابہ میں داخل ہیں، ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں، بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہے، علم کلام کے متعدد مسائل ان کی زبان سے ادا ہوئے، علم اسرار الدین کے متعلق بہت سے مسائل مروی ہیں، طب سے اچھی شُد بُد تھی، تاریخ عرب میں وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں، عرب جاہلیت کے حالات، انکے رسم و رواج، انکے انساب اور انکی طرز معاشرت کے متعلق انہوں نے بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔ اسلامی تاریخ کے بھی اہم واقعات ان سے منقول ہیں۔

ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں۔ ترمذی میں موسیٰ بن طلحہ کا یہ قول نقل ہے: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔

صحیح بخاری میں ان کے ذریعہ سے اُم زرع کا جو قصہ مذکور ہے وہ جانِ ادب ہے اور اہلِ ادب نے اس کی مفصل شرحیں اور حاشیے لکھے ہیں۔

خطابت کے لحاظ سے بھی حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا تمام صحابہ کرام میں ممتاز تھیں، جنگِ جمل میں انہوں نے جو تقریریں کی ہیں وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گو شعر نہیں کہتی تھیں، تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو عرب کے مسلم الثبوت شاعر تھے ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ قصیدۂ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ ان کو دیگر جاہلی اور اسلامی شعراء کے اشعار بھی بکثرت یاد تھے جو احادیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف ان تمام علوم کی ماہر تھیں بلکہ دوسروں کو بھی ماہر بنا دیتی تھیں۔ چنانچہ ان کے دامن تربیت میں جو لوگ پرورش پا کر نکلے اگرچہ ان کی تعداد دو سو کے قریب ہے، لیکن ان میں جن کو زیادہ قرب و اختصاص حاصل تھا وہ حسب ذیل ہیں: عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابو سلمہ بن عبد الرحمن، مسروق، عمرہ، صفیہ بنت شیبہ، عائشہ بنت طلحہ، معاویۃ عدویہ رضی اللہ عنہم۔

اخلاق وعادات

اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ رکھتی تھیں، نہایت قانع تھیں، غیبت سے احتراز کرتی تھیں، احسان کم قبول کرتیں، اگرچہ خودستائی ناپسند تھی تاہم نہایت خوددار تھیں، شجاعت اور دلیری بھی ان کا خاص جوہر تھا، جود وسخا سب سے نمایاں وصف تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں، چاشت کی نماز پابندی سے ادا فرماتیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راتوں کو اُٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں، رمضان میں تراویح کا اہتمام کرتی تھیں، کثرت سے روزے رکھا کرتی تھیں، ہر سال حج ادا کرتیں، غلاموں پر شفقت کرتیں اور ان کو خرید کر آزاد کرتی تھیں، ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد انہتر (۶۹) ہے۔

حکیم الامت مجددِ ملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت چہیتی بی بی ہیں، ان سے کنواری سے حضرت کا نکاح ہوا ہے، عالمہ اتنی بڑی تھیں کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابی ان سے مسئلے پوچھا کرتے تھے ایک بار ہمارے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک صحابی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ آپ کو کس کے ساتھ محبت ہے؟ فرمایا: عائشہ کے ساتھ، انہوں نے پوچھا اور مردوں میں؟ فرمایا: ان کے باپ یعنی حضرت ابوبکر کے ساتھ۔ اور بھی ان کی بہت خوبیاں آتی ہیں۔ فائدہ دیکھو ایک یہ عورت تھیں جن سے بڑے بڑے عالم مسئلے دین کے پوچھتے تھے، ایک اب ہیں کہ خود بھی عالموں سے پوچھنے کا یا دین کی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں، بیبیو! دین کا علم خوب محنت اور شوق سے سیکھو۔"

(بہشتی زیور، آٹھواں حصہ، ص ۲۰، کتب خانہ جمیلی، لاہور)

وفات

سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اخیر زمانہ خلافت تھا کہ رمضان ۵۸ ہجری میں رحلت فرمائی، اس وقت سڑسٹھ (۶۷) برس کا سن تھا اور وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت مدفون ہوئیں۔ قاسم بن محمد، عبداللہ بن عبدالرحمن، عبداللہ بن ابی عتیق، عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے قبر میں اُتارا، اس وقت مروان بن حکم مدینہ کے حاکم تھے، اس لیے انہوں نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ رضی اللہ عنہا و أرضاها۔

● ● ●